❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت صدقات
وقت 5-7منٹ

ایک خوبصورت، انوکھا اخلاص اور قربانی کا جذبہ

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح:30)

کہ محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔ تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔ یہ اُن کی مثال ہے جو تورات میں ہے اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اُسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہو جائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو جائے، کاشتکاروں کو خوش کر دے تاکہ ان کی وجہ سے کفار کو غیظ دلائے۔ اللہ نے ان میں سے اُن سے، جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے، مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

گالیاں سُن کے دعا دیتا ہوں اُن لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

سامعین کرام! ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 17 اکتوبر 2025ء کو غزوہ تبوک میں اُن صحابہ رضوان اللہ علیہم کی مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ جنہوں نے جنگ تبوک کے جنگی سازوسامان اور لمبے سفر میں سہولیات کے لئے اپنی اپنی استعداد کے مطابق مالی قربانیاں پیش کیں۔ اِن میں امیر اور صاحبِ ثروت صحابہؓ کے ساتھ غریب اور مفلس صحابہؓ نے بھی غیر معمولی قربانیوں کے ساتھ حصّہ لیا۔ کچھ ایسے بھی صحابہؓ باقی رہ گئے جن کے پاس باوجود دلی خواہش اور تمنّا کے دینے کے لئے کچھ نہ تھا۔ اُن میں سے ایک صحابی نے کس طرح ایک خوبصورت اور انوکھے انداز سے اُس جہاد کے لئے اخلاص اور قربانی کا جذبہ دکھلایا۔ اُس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ایک صحابی کا ایک عجیب واقعہ کا بھی ذکر ہے جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ اِس جنگ میں تیاری کے لئے مخلص صحابہ کسی نہ کسی رنگ میں سفر کی تیاری اور مالی قربانی کی اِس تحریک میں شامل ہونے کے لئے اپنی سی کوششوں میں مصروف تھے۔ مالدار اصحاب اپنا مال و دولت پیش کر رہے تھے غریب و نادار صحابہ محنت مزدوری کر کے جو بھی معمولی سی اجرت ملتی تھی وہی پیش کر رہے تھے۔ ان حالات میں ایک صحابی حضرت عُروۃ بن زیدؓ کا ذکر ملتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایک ایسا معصومانہ انداز اپنایا جو دوسرے سب لوگوں سے مخلص اور انوکھا تھا۔ وہ بھی نادار اور مخلص تھے، پیش کرنے کو پاس کچھ بھی نہیں تھا اور نہ ہی اتنی طاقت تھی کہ وہ جہاد میں شریک ہوں سکیں۔ چنانچہ وہ ایک رات نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور گریہ وزاری کرتے ہوئے عرض کی کہ اے اللہ! تُو نے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے لیکن میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی اتنا سازوسامان نہیں کہ جو وہ مجھے عطا کر سکیں اور مَیں جا کے لڑوں اور تیرے نبی نے مالی قربانی کی تحریک فرمائی ہے۔ مَیں اس میں شامل بھی نہیں ہو سکتا البتہ مَیں اپنی جان، مال اور عزّت پر ہونے والے ہر ظلم و زیادتی کو معاف کر کے وہی مسلمانوں پر صدقہ کرتا ہوں۔ جب صبح ہوئی تو یہ دیگر صحابہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ آج رات اپنی عزّت کا صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟۔ کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ آپؐ نے پھر فرمایا لیکن کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ بالآخر حضرت عُروۃؓ کھڑے ہوئے اور آپؐ کو ساری

بات بتائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَبْشِرْ ھُوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ کُتِبَتْ فِی الزَّکٰوۃِ الْمُتَقَبِّلَۃِ کہ خوش ہو جاؤ! مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم ان لوگوں میں لکھ دیئے گئے ہو جن کا صدقہ قبول کیا گیا ہے۔ **کیا خوبصورت اور انوکھا اخلاص اور قربانی کا جذبہ ہے** اور اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے اور اس کو سب حالات کا علم ہے۔ اُس نے بھی ان کا یہ جذبہ قبول کیا اور اِس کی اطلاع بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔"

سامعین! اِس ایمان افروز اور قابل تقلید واقعہ میں بہت سے امور قابلِ تشریح ہیں۔ جن کو آج تقریر کا حِصّہ بنا رہا ہوں۔ لیکن اِن امور کی طرف توجہ دینے اور دلانے سے قبل اِس سارے واقعہ کا لُبِّ لباب یہ ہے کہ

حضرت عُروہ بن زیدؓ نے اپنے اللہ تعالیٰ کی منّت سماجت کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ! میری جان، مال اور عزّت پر جن جن لوگوں نے غیبت، چغلی، لڑائی، حسد، بغض وکینہ سے تکلیف پہنچائی ہے مَیں اُن کے تمام ظلم وزیادتی کو دل کی گہرائی سے معاف کرتے ہوئے اُن مسلمانوں پر صدقہ کرتا ہوں جو اِس جنگ میں شامل ہو رہے ہیں۔ یعنی یہی میری طرف سے مالی قربانی ہے۔ حضرت عُروہؓ کی اپنے ربّ سے یہ مخلصانہ گفتگو کا علم اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کر دیا کہ اگلے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے پوچھا۔ آج رات اپنی عزّت کا صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ حضرت عُروہؓ کے بتانے پر حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عُروہ! خوش ہو جاؤ! مجھے اُس اللہ تعالیٰ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم اُن لوگوں میں لکھ دئے گئے ہو جن کا صدقہ قبول کیا گیا ہے۔

سامعین! یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب خراجِ تحسین حضرت عُروہؓ کو پیش فرمایا کہ **"کیا خوبصورت اور انوکھا اخلاص اور قربانی کا جذبہ ہے۔"**

اس واقعہ سے تین سبق ہمیں ملتے ہیں۔

نمبر 1۔ غیبت، چغلی، حسد، بغض وکینہ یا کسی اور بُرائی کے ساتھ کسی کو تکلیف نہیں دینی چاہئے۔ کیونکہ اخلاق سیّئہ دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔

نمبر 2۔ اگر کوئی کسی کو تکلیف دے تو اُسے چاہئے کہ وہ اِسے مکمل صبر کے ساتھ برداشت کرے۔

نمبر 3۔ اگر آپ کو اپنے کسی ساتھی کی طرف سے تکلیف پہنچی ہے تو اُس بھائی کو صدقِ دل سے معاف کر دیں۔

نمبر 4۔ اور اگر آپ ایسا کروگے تو یہ دوسرے مسلمانوں کے لئے صدقہ ہو گا۔

مَیں نے جب اِس پیارے قابلِ تقلید واقعہ سے نکلنے والے نتیجہ کی ترکیبِ اجزائی کی تو مجھے حضرت حسینؓ کا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت حسینؓ کے ایک ملازم سے چائے کی پیالی اُس وقت نیچے گری جب وہ حضرت حسینؓ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جس کے چھینٹے آپؓ کے کپڑوں پر گرے جس پر حضرت حسینؓ کو غصّہ آیا۔ ابھی آپؓ نے اپنے غصّہ کا اظہار نہیں کیا تھا کہ ملازم سمجھ دار اور دینی علم سے سُدھ بُدھ رکھتا تھا۔ آپؓ کے غصّہ کو بھانپ گیا تو فوراً بولا وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ کہ مومنوں کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ غصّہ کو دبا جانے والے ہیں۔ حضرت حسینؓ نواسہ رسول تھے۔ آپؓ کے اندر ایمان توکوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپؓ نے فوراً جواب دیا کَظَمْتُ کہ مَیں نے معاف کیا۔ ملازم کے اندر خدشہ پیدا ہوا کہ یہ غصّہ کسی وقت بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ وہ بولا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ کہ وہ مومن صرف غصّہ ہی نہیں دباتے بلکہ وہ لوگوں سے درگزر بھی کرتے ہیں۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا۔ مَیں نے معاف کیا۔ چونکہ ملازم قرآنی علوم سے واقف تھا اور سورۃ آل عمران کی آیت 135 اُسے یاد تھی وہ فوراً بولا کہ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ کہ اللہ احسان کرنے والوں سے محبت بھی کرتا ہے۔ جس پر حضرت حسینؓ نے اپنے ملازم کو آزاد کر دیا۔

(جو ایک صدقہ تھا اور اللہ تعالیٰ کو یہ صدقہ کتنا پسند آیا ہو گا)

سامعین! حضرت عُروہؓ نے تو لوگوں کی طرف سے چلائے جانے والے تیروں میں ظلم وزیادتی کا نام لیا ہے۔ یہ ظلم وزیادتی ہاتھ سے بھی ہو سکتی ہے اور زبان سے بھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی جو تعریف فرمائی ہے یعنی اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ۔ اس میں لسان یعنی زبان کے استعمال کا پہلے ذکر کیا ہے اور زبان سے ایک مسلمان کو جو نقصان یا جو تکلیف پہنچائی جا سکتی ہے اُن میں گالی گلوچ، حسد، بغض، کینہ، جھوٹ، عیب جوئی، غیبت، چغلی وغیرہ شامل ہیں۔ اِن سب سے بچنے کا اسلام میں حکم ہے۔ کہتے ہیں زبان سے لگا ہوا زخم کبھی مندمل نہیں ہوتا۔ اِسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو روک کر رکھنے کا ارشاد فرمایا (ترمذی کتاب الزھد) ایک روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک کی نوک اپنے منہ سے باہر نکالی اور اُسے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے پکڑ کر صحابہ کو سمجھایا کہ اِسے روک کر رکھو۔ بلکہ ایک دفعہ حضرت معاذؓ سے مخاطب ہو کر آپؓ نے فرمایا۔ زبان کو روک کر رکھو یہ دین کا خلاصہ ہے (بخاری کتابُ الرقاق)۔

غیبت، چغلی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے مُردے کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے سفر میں ایسی قوم کو دیکھا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ یہ نظارہ دیکھ کر آپؐ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں ؟ حضرت جبرائیلؑ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ یہ لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ اُن کی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے۔(ابوداؤد کتاب الادب) الغرض یہ وہ بیماریاں ہیں جو تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ یہی وہ بُرائیاں تھیں جو حضرت عُروہؓ کے لئے تکلیف کا باعث بن رہی تھیں ۔ آپؓ نے اِن تمام لوگوں کو معاف کر کے دوسرے مسلمانوں پر صدقہ کر دیا۔

دوسری خوبی جو حضرت عُروہؓ کے اندر تھی اور خدا تعالیٰ کو وہ بہت پسند آئی وہ صبر اور برداشت تھی۔ نجانے آپ کس وقت سے اِس تکلیف میں تھے۔ غریب، بے کس اور مفلس ہونے کی وجہ سے بعض لوگوں کی طرف سے مسلسل تکلیف میں ہوں گے۔ غالباً آپؓ نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن رکھا ہوگا کہ مومن کا سارا معاملہ خیر ہی خیر ہے۔ اگر اُسے کسی طرف سے خوشی ملتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لئے خیر ہے اور اگر کسی طرف سے اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے تو یہ بھی اُس کے لئے خیر ہے۔

(مسلم کتاب الزھد)

سامعین! تیسری خوبی یا تیسرا وصف جو حضرت عُروہؓ کا یہاں بیان ہوا ہے وہ درگزر اور معاف کرنا ہے۔ یہ بھی اسلام کی ایک بہت بڑی خوبی ہے جس کا قرآن اور احادیث میں کثرت سے ذکر ملتا ہے۔ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عمل سے بھی اپنے تمام بڑے بڑے دشمنوں کو معاف فرمایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنے والے سے تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا اُسے بھی دے اور جو تجھے بُرا بھلا کہتا ہے اُس سے تو درگذر کرے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 837)

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے اور عزّت دیتا ہے اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے کوئی بے عزتی نہیں ہوتی۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 838)

اب اِن احادیث کے تناظر میں حضرت عُروہؓ کے فعل کا جائزہ لیں تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی عزت میں اضافہ کیا اور اُسے ایسا صدقہ قرار دیا جس کے مقبول ہونے کی خوشخبری بھی سنادی۔ حضرت عُروہؓ کے اِن تمام نیک افعال کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی طرف سے صدقہ قرار دیا اور مقبولیت کی سند دی۔

آئیں! اب تقریر کے آخری حصّہ میں دیکھتے ہیں کہ صدقہ ہے کیا؟ صدقہ، صدق سے نکلا ہے جس کے معانی سچائی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بے شمار جگہوں پر انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر فرمایا اور پھر ارشاداتِ رسولؐ میں بھی اپنے اموال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور اُس کی مستحق مخلوق کے لئے خرچ کرنا ہے۔ زکوٰۃ بھی صدقہ کا حصّہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اِس کے مصارف قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں۔ ان میں جنگوں کے سازو سامان اور تیاری کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حضرت عُروہؓ کے یہ مبارک فعل کو اللہ تعالیٰ نے اُن تمام مسلمانوں کے لئے صدقہ بنادیا جو جنگ تبوک میں شامل ہو رہے تھے اور وہ اِس نیک عمل کے صدقے جنگ میں شامل ہوئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کا یہ ہے کہ اُس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچّی غم خواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جائے دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے دُکھ اُٹھاویں اور دوسروں کی راحت کے لئے اپنے پر رنج گوارا کرلیں۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 60)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)